رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ

سالانہ ....

ششماہی ....

سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلیشیہ نمبر

شرح چندہ

سالانہ ....

ششماہی ....

سہ ماہی ....

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۵	۷ تیر ۱۳۵۴ف	۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۴ھ	۱۲ مئی ۱۹۴۵ء شنبہ	نمبر (۴)



ہٹلریت کا خاتمہ

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۳ تیر ۱۳۵۴ف	نمبر ۳

روسائے ہند مادر وطن کا حق ادا کریں

یکم تیر سے قبل کے پرچے میں "لارڈ ویول کی آمد" کے عنوان کے تحت ہم نے اپنے ایک اداریہ میں عرض کیا تھا کہ ہندوستان کی سیاسی اور دستوری گتھی کو سلجھانے کے لئے تین منازل طے کرنے ہوں گے۔

(۱) برطانوی ہند کی قابل لحاظ سیاسی جماعتیں بالعموم کانگریس اور مسلم لیگ بالخصوص یہ طے کریں کہ ہندوستان کا آئندہ دستور کن بنیادوں پر مرتب ہوگا اور ایسے دستور کے تحت جو اقتدار عوام کو حاصل ہوگا اس کو آپس میں کس طرح تقسیم اور استعمال کیا جائے گا۔

(۲) پہلی منزل طے ہو جانے کے بعد برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں کو متفقہ طور پر یہ طے کرنا ہوگا کہ ریاستہائے ہند سے برطانوی ہند کے تعلقات کن اصولوں پر قائم ہوں گے۔ علاوہ ازیں اطمینان کر لیں کہ ریاستوں سے کوئی ایسا سمجھوتہ کرنا ہے کہ جو قابل عمل اور فریقین کے لئے باعزت ہو۔

(۳) ان دو منازل کے کامیاب اختتام پر ہندوستان کے جملہ اہم عناصر اس امر پر متفق ہو سکیں گے کہ جب برطانیہ سے اقتدار منتقل ہو کر ہندوستانی ہاتھوں میں چلا جائے تو اس وقت اس اقتدار کا استعمال کسی عنصر کے جائز مفاد کو نقصان پہنچائے بغیر کس طرح ہوگا۔ اس نوبت پر اہم ترین کام یہ ہوگا کہ ہندوستان برطانیہ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور منوا لے۔

کوئی ذی شعور ہندوستانی بجز اس کے کہ وہ خونی انقلاب کا قائل ہو متذکرہ صدر مدارج طے کرنے کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہی ایک صحیح لائحہ عمل ہو سکتا ہے اور اس کو نظر انداز کرکے ہندوستان کی سیاست اب تک بھٹکتی رہی ہے۔ یہ لائحہ عمل آسان نہیں ہے لیکن اس سے مفر بھی نہیں۔

آج ہندوستان جس دور سے گزر رہا ہے اس کا مختصر تجزیہ یہ ہے کہ برطانوی ہند کی سیاسی جماعتیں باہمی سمجھوتہ کی کوشش میں ناکام رہیں۔ اس ناکامی کے باوجود صرف ایک جماعت جو دولت بھی رکھتی ہے اور فن تشہیر میں مہارت بھی، دیگر سیاسی جماعتوں اور ریاستوں کو نظر انداز کرکے حکومت برطانیہ سے کچھ مراعات حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ بھولا بھائی دیسائی کی اللہ بخش سے گفت و شنید اور سپرو کمیٹی کی تجاویز اس زنجیر کی کڑیاں ہیں۔ مسلم لیگ اس لئے خاموش ہے کہ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ اس کے تعاون کے بغیر کوئی دستور کامیاب تو کجا نافذ تک نہیں ہو سکتا۔ لیکن ریاستوں کا موقف اس قدر مضبوط نہیں ہے جس قدر کہ مسلم لیگ کا ہے اس لئے اگر اس نوبت پر ریاستیں بھی سکوت اختیار کریں تو ان کا سکوت تقریباً خودکشی کے مترادف ہوگا۔

ہمیں مسرت ہے کہ بمبئی کے حالیہ اجلاس میں روسائے ہند اور وزراء نے باتفاق آراء طے کیا ہے کہ ایک ایسی مجلس تشکیل دی جائے جو ہندوستانی سیاست کی تبدیلیوں کا مطالعہ کرتی رہے اور بوقت ضرورت برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں اور حکومت برطانیہ سے اپنے جائز مفادات کے تحفظ کے لئے گفت و شنید کرنے کی مجاز ہو۔ ہمیں اس لئے بھی مسرت ہے کہ ہم نے گزشتہ سال جس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور اس کی تکمیل کے لئے جو تجویز پیش کی تھی وہ آج ریاستی ہندوستان کی متفقہ تجویز کی حیثیت سے تسلیم کر لی گئی۔

گزشتہ ہفتہ کے اخبارات میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ بھولا بھائی دیسائی نے ریاستوں کے نمائندوں سے گفت و شنید کی ضرورت محسوس کی ہے۔ یہ احساس نتیجہ ہے اس بیداری کا جس کا مظاہرہ بمبئی میں روسا اور وزراء نے کیا ہے۔ اگر بمبئی کے اجلاس منعقد نہ ہوتے اور وہ کامیابی نہ ہوتی جو ہوئی تو بھولا بھائی دیسائی یا بالفاظ دیگر کانگریس ریاستوں کے وجود اور ان کے مسائل کو نظر انداز کرکے آگے بڑھتی۔

اس مسئلہ میں ریاستوں کا موقف کیا ہونا چاہئے وہ سطور بالا میں ایک حد تک متعین ہو چکا ہے۔ تاہم مزید وضاحت کے لئے اس امر کا اعادہ بے محل نہ ہوگا کہ ریاستوں کے لئے برطانوی ہند کی کسی واحد سیاسی جماعت سے سمجھوتہ کرنا خواہ وہ جماعت کتنی ہی قوی، منظم اور بلند بانگ ہو کافی نہیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے پہلے برطانوی ہند کی جملہ سیاسی جماعتیں باہمی اختلافات دور کرکے تقسیم اقتدار کے مسئلہ میں کسی ایک سمجھوتہ پر پہنچ جائیں تب وہ اس قابل ہوں گی کہ ریاستوں سے گفت و شنید کر سکیں اس گفتگو کے کامیاب اختتام کے بعد سارا ہندوستان برطانوی سامراج کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکے گا۔ پس اس نوبت پر جبکہ برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں میں شدید اختلافات موجود ہیں ریاستوں کا صرف کانگریس سے سمجھوتہ کرنا بے سود ہے۔ اگر مسٹر بھولا بھائی دیسائی ریاستوں کے نمائندوں سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ریاستوں کا جواب یہ ہونا چاہئے کہ وہ بخوشی مسٹر بھولا بھائی سے گفتگو کرنے آمادہ ہیں بشرطیکہ مسٹر بھولا بھائی دیسائی اس گفتگو میں مسلم لیگ کے نمائندے کو بھی شریک کریں۔ ورنہ کانگریس اور ریاستوں کا سمجھوتہ اگر اپنی حد تک کامیاب بھی ہو جائے تو بالآخر بے نتیجہ رہے گا۔

اس امر کے پیش نظر کہ برطانوی ہند کی سیاسی سیاسی جماعتیں اپنے اختلافات کو رفع نہ کر سکیں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ریاستیں اس مسئلہ میں پیش قدمی کریں اور برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس طلب کریں اور ان میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش کریں۔ دیوان روسا کے موجودہ چانسلر نواب صاحب بھوپال ایک روشن خیال اور ہر دل عزیز رئیس ہونے کے علاوہ ہندوستان کی سیاسی جماعتوں میں کافی وقار رکھتے ہیں۔ نواب صاحب کے مشیروں میں بعض ایسی ہستیاں ہیں جنہیں برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں میں حال ہی میں کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے مثلاً نواب صاحب چھتاری، سر سی پی راما سوامی آئر، مسٹر شعیب قریشی، سر بی ایل مِتر، سر وی ٹی کرشنا ماچاری وغیرہ۔ ان کے علاوہ نواب صاحب بھوپال کو نواب علی یاور جنگ بہادر، سر مرزا اسمٰعیل، سر شانمکھم چیٹی اور سر سلطان احمد کے مشورے بھی حاصل ہیں گے۔ سیاسی گروپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ان

تعصبات سے پاک ہے جن میں برطانوی ہند کی پارٹی
جماعتیں مبتلا ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ نظم و نسق کا عملی
تجربہ بھی رکھتی ہے۔ پس سیاسی مفاہمت کی جو کوشش
اس گروپ کی جانب سے ہوگی وہ حقائق سے قریب
تر ہوگی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہندوستان کے
کسی گوشہ میں اختلاف کا شائبہ نہیں۔ ہندوستان
کا ہر باشندہ خواہ وہ ریاستوں میں رہتا ہو یا برطانوی
ہند میں ہندوستان کی آزادی کا دل سے طلبگار ہے۔
بحث صرف یہ رہ جاتی ہے کہ آزادی کے بعد کیا ہوگا؟
ڈر یہ ہے کہ کہیں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل نہ جائے۔
ان خطرات کو رفع کرنا اور اس سوال کا جواب دینا کہ
اعلان آزادی کے بعد کیا ہوگا وقت کی اہم ترین ضرورت
ہے۔ جب روسائے ہند اس امر کے مدعی ہیں اور
بجا طور پر مدعی ہیں کہ آزادی کی طلب انہیں بھی اسی
طرح ہے جس طرح کہ ایک کانگریسی یا مسلم لیگی کو ہو سکتی
ہے تو سوال یہ ہے کہ ریاستیں کیوں کوئی مفید اور عملی
اقدام نہ کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بمبئی کے اجلاسوں میں جو
کمیٹی تشکیل پائی ہے وہ ایک ایسی کانفرنس طلب کرنے
کی مجاز ہے جس کی جانب ہم نے اشارہ کیا ہے۔ اگر یہ
کوشش کامیاب ہو جائے تو وقت واحد میں دو منازل
طے ہو جائیں گی۔ نہ صرف برطانوی ہند کی سیاسی جماعتیں
اپنے آئندہ موقف متعین کر لیں گی بلکہ بحیثیت مجموعی
یہ بھی طے کر لیں گی کہ ریاستوں کے بالمقابل ان کا
موقف کیا ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے بعد ایک مشترکہ وفد
لندن جائے اور مسٹر چرچل کی حکومت سے گفتگو کرے
تو یہ گفتگو اتنی کافی وزنی ہوگی کہ مسٹر چرچل اپنی عظیم
ذمہ داریوں کے باوجود اس وفد کو اس طرح ٹال نہ سکیں
گے جس طرح کہ بعض اخباری بیانات کے بموجب وہ
لارڈ ویول کو ٹال رہے ہیں۔ ریاستوں کا ایسا اقدام
نہ صرف ہندوستان میں بلکہ متمدن دنیا میں بھی بنظر
استحسان دیکھا جائے گا۔ اور یہ حقیقت واضح ہو جائے
گی کہ ہندوستانی روسا نہ صرف اچھے رئیس ہیں بلکہ
اچھے ہندوستانی بھی ہیں۔

ممکن ہے کہ ریاستی ہندوستان کے بعض
گوشوں سے یہ آواز اٹھے کہ کون یہ پُرخطر راہ
اختیار کرے اور اتنی بڑی ذمہ داری ریاستیں کیوں
اٹھائیں۔ ہم عرض کریں گے کہ اس قسم کے اعتراضات
ایک پست ذہنیت کا نتیجہ ہیں۔ برطانوی ہند کے
شور و شغب نے روسائے ہند میں احساس کمتری پیدا
کر دیا ہے۔ اگر یہ احساس پختہ ہو جائے تو اس کو طبقۂ
روسا کی موت کہنا بجا ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ریاستوں
تک وہ ساری صلاحیتیں موجود ہیں جو اس مہم کو سر کرنے
کے لئے ضروری ہیں۔ روسا میں صرف عزم اور بلند حوصلگی
کی کمی پائی جاتی ہے۔ اگر روسا کے مشیر انہیں آمادہ
نہیں کرتے ہیں تو وہ اپنا حق ادا نہیں کر رہے ہیں۔

جہاں تک حیدرآباد کا تعلق ہے ہم ارباب
مقتدر سے عرض کریں گے وہ اس مسئلہ کو متعلقہ حلقوں
میں چھیڑیں اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش
کریں۔ ایوان روسا کا چانسلر خواہ کوئی ہو حیدرآباد
ابھی اس قیادت سے دست بردار نہیں ہو سکتا جو
روسائے ہند نے اسے دے رکھی ہے۔

ایک خوش آئند واقعہ

خدا کا شکر ہے کہ بیس سال کے بعد ہماری حکومت
نے ایک ہندوستانی کو صدر ناظم و معتمد مالگذاری کی خدمت
انجام دینے کا اہل تصور کیا۔ اور مقام مسرت ہے کہ یہ
ہندوستانی ملکی بھی ہے۔ صدر ناظم و معتمد مالگذاری کے
عہدے پر مسٹر سید فضل اللہ کا تقرر نہ صرف موصوف
کے لئے ایک شخصی اعزاز اور امتیاز ہے بلکہ اس تقرر
سے حیدرآباد اس وہم کو [illegible]
نہیں کا سبب ہوا جو گذشتہ بیس سال سے مملکت
آصفیہ کے سیاسی وقار کو متاثر کر رہا تھا۔ ہمارا یہ دعویٰ
ہے کہ اہل ملک میں بڑی سی بڑی ذمہ داری قبول
کرنے کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ مسٹر سید فضل اللہ کا
انتخاب اس امر کی دلیل ہے کہ حقیقت کو ہمیشہ کے
لئے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حیدرآباد کے لئے یہ بات ایک ضرب
المثل بن گئی تھی کہ خوشامد اور سازش کے بغیر کوئی عہدہ دار
ترقی نہیں کر سکتا۔ مسٹر سید فضل اللہ کے تقرر سے یہ توقع
پیدا ہو رہی ہے کہ خوشامد اور سازش کا دور ختم ہوا چاہتا
ہے۔ مسٹر فضل اللہ نہ خوشامد کر سکتے ہیں اور نہ سازش۔
وہ ایک سیدھے سادے کام کرنے والے ہیں۔ کسی
لالچ یا خوف سے وہ اپنے مقرر کئے ہوئے راستے
سے نہیں ہٹتے۔ ایسے شخص کا ترقی کرنا ایک خوش آئند
واقعہ ہے۔ مسٹر فضل اللہ کی مثال ان عہدہ داروں
کے حوصلوں کو بلند کرے گی جو راست باز، فرض
شناس اور بے لوث ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کو ایسی اور
خوشیاں نصیب ہوں گی۔

یورپ میں جنگ کا اختتام

مسٹر چرچل کا نشری اعلان

لندن ۸ مئی۔ مسٹر چرچل وزیراعظم برطانیہ نے آج
ساڑھے سات بجے شام ہندوستانی معیاری وقت
جنگ یورپ کے خاتمہ کی نسبت اپنا تاریخی بیان دیا۔

مسٹر چرچل نے نمبر ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ
سے اعلان نشر کرتے ہوئے کہا۔

"کل ۲ بجے ۴۱ منٹ صبح جنرل آئزن ہاور کے
ہیڈ کوارٹر میں جنرل گسٹاو یوڈل نے جو جرمن اعلیٰ کمان
اور مملکت جرمنی کے نیو سربراہ امیر البحر ڈونٹز کے نمائندہ ہیں
اتحادی مہماتی فوج اور ساتھ ہی سوویت اعلیٰ کمان
کے آگے یورپ کی تمام مسلح بری بحری اور ہوائی افواج
کی اطاعت پر دستخط کئے۔ جنرل بڈل سمتھ ممالک متحدہ
کی فوج کے چیف آف اسٹاف نے اتحادی مہماتی فوج
کے اعلیٰ سپہ سالار کی جانب سے دستاویز پر دستخط
کئے۔ جنرل ایوان سیلوپاروف نے روسی اعلیٰ کمان کی
جانب سے دستخط کئے۔" آج اس راضی نامہ کی تصدیق
و توثیق برلن میں ہوگی جہاں اتحادی مہماتی فوج کے
نائب سپہ سالار اعلیٰ فضائی چیف مارشل ٹیڈر جنرل
آئزن ہاور کی جانب دستخط کریں گے۔ مارشل ژوکوف
سوویت اعلیٰ کمان کی جانب سے دستخط کریں گے۔ جرمن
نمائندہ فیلڈ مارشل کیٹل ہوں گے جو جرمن اعلیٰ کمان
کے چیف آف اسٹاف اور جرمن فوج بحریہ اور ہوائیہ
کے سپہ سالار ہیں۔

"جنگ کا خاتمہ سرکاری طور پر آج (چہارشنبہ)
مورخہ ۹ مئی آدھی رات کے وقت کے ایک منٹ بعد ہوگا
لیکن متعدد اشخاص کی جان بچانے کی خاطر آتش
باری کی موقوفی کا نفاذ کل کیا گیا تاکہ سارے محاذ
پر اس کا اعلان کیا جائے۔ ہمارے عزیز رود بار کے
جزائر بھی آج آزاد ہو جائیں گے۔"

"جرمن بعض مقامات میں اب بھی روسی افواج
کی مقاومت کر رہے ہیں لیکن اگر وہ آدھی رات کے
بعد بھی مقاومت جاری رکھیں تو وہ یقیناً اپنے آپ
کو قوانین جنگ کی حفاظت سے محروم کریں گے اور
ان پر اتحادی افواج ہر طرف سے حملہ کریں گی۔ اگر ایسے
طویل محاذوں پر اور دشمن کی موجودہ بے نظمی کے عالم
میں جرمن اعلیٰ کمان کے احکام کی ہر جگہ فوری تعمیل نہ
ہو تو یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ ہماری رائے میں
یہ جرمن غیر مشروط اطاعت کو نافذ کرنے کی کوئی وجہ نہیں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

کانگریس اور ہندوستانی سرمایہ دار

قومی حکومت کے مضمرات

کانگریس ایک الجھن میں مبتلا ہے۔ ایک طرف لیڈروں کے وقار کا سوال ہے اور دوسری طرف اس کے سرپرست سرمایہ داروں کے منافع کا۔ اگر کانگریس اس الجھن سے نکل آئے تو وہ اپنے پیروؤں کو یہ تلقین کرے گی کہ وہ گزشتہ پانچ سال کی تاریخ بھول جائیں اور منشورِ غلامی کے تحت نظم و نسق چلانے کی ذمہ داری قبول کریں۔ جو چیز سیاسی میدان میں حاصل نہ ہو سکی وہ معاشی میدان میں حاصل ہو گئی۔ جنگ میں وہ دو چند [illegible] جاتا تھا لیکن حالاتِ جنگ سے دولت کی [illegible] نہیں۔ ان فوائد کو مستحکم کرنے کے لئے دورانِ جنگ میں حاصل شدہ حکومت کی مشینری پر [illegible] کا قبضہ ضروری ہے۔ سامراجی طاقت قومی سرمایہ دارانہ ملکیت میں تبدیل ہو رہی ہے۔

کانگریس کے سرپرست چاہتے ہیں کہ گزشتہ ۱۹۳۵ء کے قانون ہی کے تحت ملک کے نظم و نسق پر ان کے نمائندے قابض ہو جائیں۔ اور کانگریس کی سیاسیات میں اسی مناسبت سے تبدیلی واقع ہو۔ لارڈ ویول برطانوی سامراج کے نمائندے کی حیثیت سے تشریف لائے مگر اس [illegible] بدلے ہوئے موسمی حالات نے انہیں لندن واپس جانے پر مجبور کر دیا کہ وہ ہندوستانی سرمایہ داروں سے مصالحت کی کوشش کریں۔ ہندوستانی سرمایہ داروں نے حالاتِ جنگ سے فائدہ اٹھا کر خوب منافع کمایا اور اب حکومت کی مشینری پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

اگر لارڈ ویول اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو کانگریس "منتخب کردہ" [illegible] بھول جائے گی اور [illegible] اگست [illegible] طاق نسیاں میں رکھ دی جائے گی۔ مگر سامراجی وقار حائل ہو رہا ہے۔ فتح مندی فاتحانہ نخوت [illegible] وہ باغیوں کے آگے غیر مشروط طور پر کس طرح ہتھیار ڈال دے۔ [illegible] دونوں فریق غالب ہیں وقار کا سوال حائل ہے۔

سرمایہ داروں کی خواہش یہ ہے کہ حکومت کی مشینری پر عوام کے نام نہاد منتخب لیڈروں کا قبضہ کیا جائے۔ (نام نہاد اس لئے کہ مرکزی اسمبلی کے ارکان تین فی صد آبادی کے ووٹ سے منتخب ہوتے ہیں) اگر ایسا ہوا تو سرمایہ داروں کی [illegible] "قومی حکومت" کے نام سے موسوم ہو سکے گی۔

ٹاٹا برلا پلان پر اعتماد رکھتے ہوئے لارڈ ویول سرمایہ داروں کے سرپرست بن گئے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسٹر امیری کو اس بات پر ہموار نہ کر سکے کہ برطانوی سامراج کے وقار کو نظر انداز کر کے کانگریسی لیڈروں کو رہا کر دیا جائے جو اپنے وقار پر اڑے ہوئے ہیں۔ اپنے مشن میں ناکام ہو کر لارڈ ویول نے شاید لارڈ ویول نے کانگریس کے سرپرستوں سے امداد چاہی۔ چنانچہ کانگریسی لیڈروں کی طرف سے اقدام شروع ہوا۔ بمبئی کے مشہور کانگریسی لیڈر بھولا بھائی ڈیسائی جو سیاسی محاذ پر کانگریسی نوجوانوں کے پیچھے جا رہے ہیں۔ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہم چاہتے ہیں کہ [illegible] آزاد کر دئے جائیں۔ کل نہیں آج اور ابھی۔ لیکن وہ ایسے ہندوستان میں واپس نہ آئیں جہاں سے وہ قید کئے گئے تھے لیکن ایسے ہندوستان میں واپس آ جائیں جہاں ان ہی کی حکومت ہو۔"

اب اس بات پر زور نہیں دیا جا رہا ہے کہ گرفتاری کی تاریخ کے مطابق کانگریس کی جانب سے [illegible] قبول کئے جانے سے پہلے لیڈروں کو رہا کیا جائے۔ [illegible] کی تجویز یہ تھی کہ ایک عارضی قومی حکومت قائم کی جائے جو حالاتِ جنگ کی وجہ سے چند [illegible] کے تابع ہو گی۔ موجودہ تجویز یہ ہے کہ کانگریسی ارکان وائسرائے کونسل میں شامل کئے جائیں جو قدیم دستور کے تحت تشکیل دی گئی ہے مگر اس شرط پر کہ اس کونسل کے سب ارکان ہندوستانی ہوں۔ یہ وہ تجویز ہے جو وائسرائے نے ۱۹۴۰ء میں پیش کی تھی اور جس کو کانگریس نے مسترد کر دیا تھا۔

مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے ایک فارمولا پیش کیا ہے۔ کانگریسی لیڈروں کی رہائی کا مطالبہ تک نہیں کیا گیا البتہ یہ [illegible] "آزاد" ہندوستان میں واپس آئیں گے اس پر [illegible] غلام [illegible] کے مقصد سامراج کے وقار کو متاثر ہونے سے بچانا ہے۔ اگر وائسرائے کی کونسل کو پوری طرح ہندوستانی بنایا جا سکے خواہ اس کو "قومی حکومت" سے ہی تعبیر کیا جائے سامراجیت [illegible] پیش کش قبول کر دے اس کے بعد تمہارے لیڈروں کو رہا کیا جائے گا۔ یہ فارمولا کانگریس کے لئے ایک طرح مفید ثابت ہو گا اور اب کانگریس سب قبول کرنے کے بعد یہ کام کریں گے کہ لیڈروں کو رہا کر دیں گے [illegible] شکست سے بچ گئی

صورت حائل ہو گئی۔ وائسرائے کی جو تشکیل شدہ کونسل کو قومی حکومت کے نام سے اچھالا جائے گا۔

گاندھی جی کے معتمد علیہ لفٹننٹ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی سیاسی محاذ پر پیچھے ہو رہے ہیں اور خود گاندھی جی اپنے دوسرے رفقا کے ساتھ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ پارلیمانی طریقہ کو پسند نہیں کرتے۔ کانگریس کے لئے یہ صورت حال بہت بے ڈھب ہے۔ اس کی موجودہ پالیسی اس کے سابقہ سیاسی مسلک کو مسترد کر رہی ہے مگر یہ کانگریس کے سرپرست سرمایہ داروں کے لئے مفید ہے۔ پارلیمانی طریقے سے قطع تعلق کا اظہار کرنے کے باوجود مسٹر گاندھی ایسی سرگرمیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں جو پارلیمانی طریقہ کو کامیاب بنانے کی ضامن ہوں گی۔

تعمیری پروگرام سے گاندھی کی بہت تشہیر کی گئی ہے اور دستور بلکہ آئندہ انتخابات کی مشینری کو تیز کرنے کا کام لیا جائے گا۔ اسی وجہ سے سرمایہ دار سرپرستوں نے دل کھول کر اس فنڈ میں چندہ دیا۔ اور جو رضاکار تعمیری پروگرام کے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ انتخابات کے وقت کانگریس کے ایجنٹ کا کام کریں گے۔

یہ سارے انتظامات جو مسٹر گاندھی کی رہنمائی میں ہو رہے ہیں کانگریس کی موجودہ سیاسی اسکیم کا جزو لاینفک ہیں۔ کانگریس کی ڈھائی سالہ حکومت میں اس کی ہر دلعزیزی کو دھکا پہنچا اس کو کانگریس یہ کہہ کر رفع کر دیا تھا کہ عوام کو زمانہ جنگ میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر قومی حکومت ہوتی تو عوام ایسے مصائب سے دوچار نہ ہوتے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ سارے سیاسی مصائب سرمایہ داروں کے لائے ہوئے ہیں جو کانگریس کے سرپرست ہیں۔ اور قومی سرمایہ دارانہ حکومت کی تشکیل سے یہ مصائب دور نہیں ہو سکتے۔ قومی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی کہ وہ ان تمام برائیوں کو رفع کرے جن کا واحد علاج قومی حکومت کا قیام بتایا جا رہا ہے۔ اس کی آزمائش آئندہ انتخابات میں ہو گی جو جلد یا دیر وقوع میں آنے والے ہیں۔ جب کسی ملک میں کوئی سیاسی جماعت نظم و نسق کی مشینری پر قابض رہتی ہے تو انتخابات آسانی سے جیت لیتی ہے۔ کانگریس کی یہ ساری تیاری ہے۔ ہاں اس لئے ضروری ہیں کہ اس دفعہ انتخابات کا میدان کانگریس کے لئے اتنا دشوار گزار ہے جیسا کبھی انتخابات میں حصہ لے گی۔ گزشتہ انتخابات میں کانگریس کی مخالفت دائیں بازو کی جانب سے ہوئی تھی اس دفعہ بائیں بازو کی جانب سے ہو گی۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی سماجی اور معاشی مسائل اٹھائے گی جن کا عوام کی روزمرہ زندگی سے قریبی تعلق ہے۔ کانگریس محض وعدے کر کے آسانی سے ووٹ حاصل نہ کر سکے گی۔ کانگریس کو اس پارٹی سے دوچار ہونا پڑے گا جو عوام کے موجودہ مصائب ذخیرہ اندوزوں اور نفع اندوزوں کے لائے ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ افراد ہیں جو کانگریس فنڈ میں خوب [illegible]

ہندوستانی ریاستوں سے متعلق ۵۰ حقائق

۱۔ ہندوستانی ریاستیں ذیلی براعظم ہندوستان کے ایک تہائی حصہ پر پھیلی ہوئی ہیں۔

۲۔ ہندوستانی والیان ریاست نو کروڑ نفوس یعنی برطانیہ عظمیٰ کی آبادی کی دوگنی سے زیادہ آبادی پر حکومت کرتے ہیں۔

۳۔ ہندوستانی ریاستیں اپنے وجود کے لئے برطانیہ کی رہین منت نہیں ہیں بلکہ وہ ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام سے بہت پہلے سے موجود تھیں۔

۴۔ برطانوی عدالتوں کو ہندوستانی ریاستوں کے باشندوں پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

۵۔ مسٹر گاندھی نے ایک ہندوستانی ریاست یعنی پوربندر (کاٹھیاواڑ) میں جنم لیا۔

۶۔ جن ریاستوں کے حکمران نواب ہوتے ہیں ان کی مجموعی آبادی کا (۲۰) فی صد حصہ ہندو باشندوں سے استفادہ کرتا ہے۔

۷۔ قابل لحاظ مستثنیات کو چھوڑ کر ریاستوں میں مندر، کلیسا اور مسجد پہلو بہ پہلو پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بیسویں صدی کی نفیس ترین مسجد ایک غیر مسلم والی ریاست یعنی ہز ہائنس مہاراجہ صاحب بھوپال نے تعمیر کروائی۔

۸۔ دنیا میں بھوپال ہی ایک ایسی ریاست ہے جہاں تقریباً ایک صدی تک اعلیٰ قابلیت رکھنے والی خواتین نے یکے بعد دیگرے حکومت کی۔

۹۔ ہندوستان میں عدلیہ اور عاملہ کی علحدگی سب سے پہلے ایک ہندوستانی ریاست (حیدرآباد) میں عمل آئی۔ یہ اصلاح ابھی تک برطانوی ہند کے کسی صوبہ میں بھی نہیں کی گئی ہے۔

۱۰۔ ایشیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دو ہندوستانی ریاستوں یعنی ٹراونکور اور اندور نے سزائے موت کو موقوف کرکے دوسروں کی رہبری کی۔

۱۱۔ سب سے پہلے ایک ہندوستانی ریاست (کشمیر) نے ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکوں اور ۱۴ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی کو ممنوع قرار دینے کے لئے قانون نافذ کیا۔

۱۲۔ ایک ہندوستانی ریاست (ٹراونکور) کو خواندگی کے معاملہ میں سب پر فوقیت حاصل ہے۔ اور ایک ہندوستانی ریاست (کوچین) نے ہندوستان میں سب سے پہلے مفت اور لازمی تعلیم کو نافذ کیا۔

۱۳۔ ایک ہندوستانی ریاست (حیدرآباد) میں ایک جامعہ قائم کی گئی ہے جس کا ذریعہ تعلیم ایک ہندوستانی زبان ہے۔

۱۴۔ پہلی خاتون جس نے کسی ہندوستانی جامعہ سے فیلسان حاصل کیا ایک ہندوستانی ریاست (میسور) کی رہنے والی ہیں۔ ہندوستان میں پہلی مرتبہ ایک ہندوستانی ریاست (کوچین) میں ایک خاتون کو ملکی طبی افسر کے ذمہ دار عہدہ پر مامور کیا گیا۔

۱۵۔ ریاست بڑودہ میں مخلوط تعلیم ایسے وقت شروع کی گئی جب کہ ہندوستان میں اس کا نام و نشان نہیں تھا۔

۱۶۔ ہندوستانی ریاستوں نے نہ صرف پست اقوام کے لئے علحدہ مدارس قائم کئے ہیں بلکہ ہریجن بچوں کے لئے عام مدارس کے دروازے بھی سب سے پہلے کھول دئے۔

۱۷۔ آج تقریباً تمام ریاستوں میں تحتانی تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ متعدد ریاستوں میں ثانوی تعلیم بھی مفت ہے اور بعض ریاستوں میں تو یہ تعلیم کی جس میں اعلیٰ تعلیم بھی شامل ہے بالکل مفت دی جاتی ہے۔

۱۸۔ عوام کی تعلیم کے ایک ضروری جزو کے طور پر سب سے پہلے ایک ہندوستانی ریاست (بڑودہ) نے دیہی کتب خانے کے طریقہ کو رائج کیا۔

۱۹۔ بڑودا کا "ادارہ شرقیہ" ہندوستان میں اپنی نوعیت کا قدیم ترین اور بہترین ادارہ ہے اور یہ نادر ادبیات کی دولت سے جس میں شرقی و مغربی، غیر مطبوعہ کتابوں کے تنقیدی اڈیشن بھی شامل ہیں مالا مال ہے۔

۲۰۔ رامپور کا سرکاری کتب خانہ ہندوستان کے بے مثال اداروں میں سے ایک ہے جس کا ذخیرہ مشہور ہندوستانی اور ایرانی مصوروں کی بنائی ہوئی کثیر تصویروں کے علاوہ مختلف زبانوں کے دس ہزار مخطوطات پر مشتمل ہے۔

۲۱۔ ہندوستانی روساء شاعروں، مصوروں اور موسیقاروں کی سرپرستی کرنے اور ہندوستان کی قومی ثقافت کے عظیم الشان ورثہ کی حفاظت کرنے میں پیش پیش رہے ہیں۔

۲۲۔ اجنٹہ اور الورہ کے مشہور غاروں کے مناظر اور تصاویر قدیم ہندوستانی فن تعمیر و نقاشی کا شاہکار ہیں ہندوستانی ریاست (حیدرآباد) میں ہیں۔

۲۳۔ سانچی کے استوپا جو ہندوستان میں بدھ فن تعمیر کی سب سے شاندار اور بے مثال مثال ہیں ایک ہندوستانی ریاست (بھوپال) میں ہیں جن کے مسلم فرمانروائے ان کی حفاظت اور نگہداشت [illegible] کرتے ہیں۔

۲۴۔ [illegible] تاج محل [illegible] سفید محلوں اور بنگلور کے چھوٹے رنگین مینا روں کی ترتیب سے اودے پور دنیا کے سب سے زیادہ خوش منظر شہروں میں سے ایک ہے۔

۲۵۔ جے پور کو [illegible] میں تعمیر کردہ [illegible] ہندوستان کا [illegible] ہے [illegible] شہر ہونے کا [illegible]

۲۶۔ ریاستی [illegible] اور قدیم پہاڑی قلعہ [illegible] خوبصورت [illegible] شاندار محلوں [illegible] کی وجہ سے [illegible]

۲۷۔ [illegible]

۲۸۔ ریاست [illegible] ہندوستانی [illegible]

۲۹۔ میسور [illegible] ہندوستانی [illegible]

۳۰۔ [illegible] ریاست [illegible] مشرق میں اپنی نوعیت کا واحد [illegible] ہے اور برطانوی سلطنت [illegible] سب سے [illegible]

۳۱۔ ریاست بیکانیر [illegible] سب سے بڑی [illegible] ریاست کی آمدنی [illegible] سے کی گئی۔

۳۲۔ ایک ہندوستانی ریاست (میسور) نے ہندوستان [illegible] سب سے پہلے [illegible]

۳۳۔ ہندوستان [illegible] پہلی مرتبہ ایک ہندوستانی ریاست [illegible] شادی [illegible] کامیابی کے ساتھ [illegible]

۳۴۔ ایک ہندوستانی ریاست [illegible] ہندوستانی [illegible]

۳۵۔ ہندوستان [illegible] ایک ہندوستانی [illegible] حیدرآباد [illegible]

۳۶۔ [illegible] واقع [illegible] (اطلاعات)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بانا تنقید

پہلے سوٹ میں ملبوس ایک شخص چند روز ہوئے انڈیا آفس کے باب الداخلہ پر پہونچا۔ دربان نے جوں ہی اس سے داخلہ کا اجازت نامہ طلب کیا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ اجازت نامہ بھول آیا ہے۔ دربان نے کہا کہ بلا اجازت نامہ اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ آخر مجبور ہو کر شخص مذکور نے کہا "میں [illegible] ہوں" دربان کو اور بھی تعجب ہوا اور اس نے کہا کہ میری سمجھ میں آپ سر ... نہیں آتے۔ پہلے سوٹ والے نے کہا "میرا نام ... ہے میں ہندوستان کا وائسرائے ہوں۔"

(ریونائیٹڈ پریس)

ڈیلی ... کی اطلاع ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ ... کا ارادہ ہے ... اب ... کی خاطر ... کو بھی ...

پانا ہے!!

... ہندوستان نے ... کر دیا۔ (اخبار کی سرخی)

چاول اور پٹرول کی قیمت کم کر دی؟

... نے ایک ... بیان میں فرمایا کہ مجھے ... شبہ نہیں کہ ہندوستان جنگ کے بعد آزاد ہو سکتا ہے اور ہوگا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کی سمجھوتہ ... بھی ... تب بھی ... ذاتی فیصلے کے ذریعہ ہندوستان کو ... حاصل ہوگا ... دولت عامہ کے دیگر ارکان کو حاصل ہے۔

سبحان اللہ! ... ارکان میں شامل ... خوشنما ... کی ... ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سرمایہ دارانہ نظام ... کے تمام ... ہو جائے گی۔

. تاتا برلا پلان پر اعتماد رکھتے ہوئے "ملدد"

بہت دنگ و ... سرفیروز خاں نون فرمار ہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کو آزادی تو دی جائے گی مگر اقتدار ثالث کے ہاتھ میں ہوگا۔

سچ - منور ... میں آزاد بھی ہے پابہ گل بھی ہے

ایک دوست — جب سے گوشت ... ہوئی ہے مرغ اور ... کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا ہے۔

دوسرا دوست — اس مرغ ... سے محفوظ رہنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آٹے اور شکر کی تقسیم میں ... برتی جائے

ایک ... نگار نے اطلاع دی ہے کہ جب سے ... برلن کی خبر آئی ہے مقامی کمیونسٹ اپنے آپ کو فاتح برلن سمجھنے لگے ہیں۔

کیا اس حکمت ... کے ... اور جنگوں کے ... نے ان سورماؤں کو ... دیا

بنگال کے ناجران پارچہ کی مشکلات۔ (پیام کی ایک سرخی)

ہم اب تک اس غلط فہمی میں تھے کہ ... کو صرف مقامی تاجروں سے ہمدردی ہے مگر اب معلوم ہوا کہ یہ ہمدردی کل ہند ... کی ہے۔

میدان جنگ میں مسلمان عورتوں نے اپنے جوہر ... کی جو روایت قائم کی ہے تاریخ اس کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتی

(...)

اور جب سے مسلمان عورتوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دیا گیا ہے وہ خانہ جنگی میں ...

ایک ... نے دریافت کیا ہے کہ محکمہ راشن بندی میں تقرر و ترقی کا آخر کوئی اصول بھی ہے؟

جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہے اور محکمہ راشن بندی جنگی محکمہ ہے۔

ایک سوال — ... اور ... میں کیا فرق ہے؟

ایک جواب — دونوں میں صرف ... کا فرق ہے۔

دوسرا جواب — ... نہیں سکتا اور ... نہیں سکتا۔

تیسرا جواب — ... اور ... گول ہے۔

... کو ... (اخبار کی سرخی)

تو اب ... جنگ ... کے ...

... کے ... ایک ... دیکھ کر ... جب ایک ... حساب ... آ سکتا ہے ... تو ... معلوم ہو ... کی ... قلب نصیب نہیں۔

... ایک ... نے مشورہ دیا ہے کہ ... کو ... کی ... ضرورت ہے اور کانگریس ہی اس کام کو ... کر سکتی ہے۔ ... کانگریس ... ہے ... لازم رکھنا بھی کانگریس کی رکنیت کی ایک لازمی شرط قرار دی جائے جو اس شرط کی تکمیل نہ کرے اسے کانگریس سے نکال دیا جائے۔

کانگریس کے اندر اور باہر ... کو اب بھی لازم رکھا جاتا ہے ... کی حیثیت ... مساوات تو انہیں ... نصیب نہ ہوئی ... کو ... ثابت ہوا ہے ... صالح ہو ... ہے کہ ...

... اور ... کا ... ہسپتالوں میں ... کی یا ... کی ... کو ... اور ... کے ... انجام دیتے ہوئے ... میدان کرام نے ... اور ... خاتون ... دروازوں پر ... دیکھے جاتے ہیں ... کے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں وہ ... ہوتے ہیں۔ (پیام)

اقتباس بالا کے ساتھ ... کو ... نام سے ... کی ... کو خوشامد اور تملق کے ... انجام دیتے ہیں ... کے ... کے ... حاصل کرنے کے لئے ... اور ... کے ... کے لئے وقف کر دیا ہے

مجاہد ... زندہ باد!!

سان فرانسسکو میں ہندوستان کی آزادی کا ذکر

پولینڈ کی نمائندگی پر اختلافات

سوویت یونین کے وزیر خارجہ مالوتاف نے خود کانفرنس کے بحیثیت نامہ ہندوستان کی آزادی کا سوال اٹھایا۔ مالوتاف نے پولینڈ کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"پولینڈ کی عارضی حکومت کو جو صحیح معنوں میں جمہوری اور نمائندہ حکومت ہے اس کانفرنس میں شرکت کا موقع نہیں دیا گیا حالانکہ ہندوستان کے وفد کو ایسے ملک کی نمائندگی کرنا ہے جو آزاد نہیں ہے۔"

اس کے بعد مالوتاف نے کہا "ہمیں یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں کہ جب آزاد ہندوستان کی آواز سنی جائے گی!!"

کہا جاتا ہے کہ مالوتاف کی ان دو لفظوں نے رجعت پسندوں اور سامراجیوں میں کھلبلی مچا دی۔ انگلستان کے رجعت پسند اخبارات نے جنہوں نے مالوتاف کی تقریر کو بڑی نمایاں جگہ دی تھی۔ مالوتاف کی تقریر کے اس حصے کو جس میں ہندوستان کا ذکر تھا چھاپا ہی نہیں۔

ہندوستانی قوم پرست اخبارات سان فرانسسکو کانفرنس کو بڑے شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ کانفرنس کو ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا حق ہے [illegible] کانفرنس میں جنگ کے بعد کی تنظیم کا ذکر کیا جائے گی اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو مجلس اقوام کا ہوا تھا۔ پولینڈ یا آزادی کے مسئلے پر بڑی قوموں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اختلافات آئندہ جنگ کی بنیاد بنیں گے۔ اگر ان اختلافات کو صحیح طریقے سے دور کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ بڑی قوموں میں مفاہمت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں بڑی قوموں کے اتحاد کی غرض صرف یہ ہے کہ وہ دنیا میں رجعت پسندانہ مفاد کی حفاظت کریں اور چھوٹی قوموں کو ہر طرح سے پامال کریں۔ بعض اخبارات سوویت یونین پر بھی یہی الزام لگاتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ سوویت یونین کو دراصل ہندوستان سے کوئی ہمدردی نہیں صرف پولینڈ کے مسئلہ پر انگریزوں کو زک دینے کے لئے وہ ہندوستان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ باتیں وہ اکثر ہندوستانی قوم پرستوں کے ذہن میں ڈالتے ہیں لیکن غلط کرتے ہیں۔ ہمیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ سان فرانسسکو کانفرنس میں جو اختلافات رونما ہو رہے ہیں وہ دو رجعت پسند سامراجی طاقتوں کے اختلافات نہیں۔ حقیقت یہ ہے

کہ اس کانفرنس میں ایک طرف تو سامراجی طاقتیں ہیں جو اپنے مفاد کو پوری طرح قائم رکھنا چاہتی ہیں اور دوسری طرف ترقی پسند قوتیں اور سوویت یونین ہے جس نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے کہ جب تک دنیا سے سامراجیت کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک دنیا میں امن و امان کی مستقل بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

مجلس اقوام کیوں ناکام ہوئی

گذشتہ جنگ عظیم کے بعد جو مجلس اقوام بنائی گئی تھی وہ دراصل انگریزوں کی سرکردگی میں یورپ کے سامراجیوں کی ایک ایسی انجمن تھی جس کا مقصد سوویت یونین کی مخالفت کرنا اور یورپ سے اشتراکی اور جمہوری اثرات کو مٹانا تھا۔ بعد کو جب یورپ میں جمہوری اثرات بڑھنے لگے تو اس کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ سوویت یونین بھی اس میں شریک ہو گیا لیکن اس تنظیم کی بنیاد کا مقصد ہی غلط تھی کہ اس سے فسطائیت کی دھار روکنے کا کام نہ لیا جا سکا۔

موجودہ جنگ کے دوران میں جب سرخ فوج اور سوویت یونین کے بیدار عوام کی جمہوری قوتیں سامنے آئیں تو نازیوں کی شکست کے ساتھ ساتھ یورپ کے ہر ملک میں بھی جمہوری عناصر برسر اقتدار آ گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ رجعت پسندوں اور سامراجیوں کو یہ بات پسند نہیں وہ جمہوریت کی اس تحریک کو روکنا چاہتے ہیں۔ وہ ہر جگہ جمہوریت کے دشمنوں اور فسطائیت کی حمایت کر رہے ہیں۔ انگریز سامراجیوں نے یونان اور بلجیم میں بھی کیا وہ پولینڈ میں بھی کرنا چاہتے ہیں۔ مالوتاف نے اپنی تقریر میں سامراجیوں کی اس پالیسی کے خطرات کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ جب تک اس پالیسی کو ترک نہ کیا جائے گا دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

اختلافی مسائل

سان فرانسسکو میں سوویت یونین اور برطانیہ اور امریکہ میں جن باتوں پر اختلافات ہوا وہ کسی نہ کسی طریقے سے دور نہیں ہوئے۔ سوویت یونین چاہتا ہے کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے جو تجویز منظور ہو اس کی بنیاد حقیقی جمہوریت اور قوموں کی حقیقی آزادی پر ہو۔ برطانیہ اور امریکہ کے رجعت پسند اس کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ یہی اختلافات کا اصل سبب ہے۔

مسٹر ایڈن کی تجویز تھی کہ امریکی وفد کے رہنما مسٹر اسٹیٹنس مستقل طور پر کانفرنس کے مستقل صدر ہوں۔ سوویت یونین نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس نے مطالبہ کیا کہ چاروں حکومتوں (سوویت یونین، امریکہ، برطانیہ، چین) کے نمائندے باری باری سے کانفرنس کی صدارت کریں۔ کانفرنس کے کام کو صحیح طریقہ سے چلانے کے لئے یہ بات ضروری تھی تاکہ پوری کانفرنس کی کارروائی میں یک طرفہ پن پیدا نہ ہو جائے۔ چنانچہ کانفرنس نے یہ اصول تسلیم کر لیا۔

مالوتاف کا اصرار تھا کہ پولینڈ کی عارضی حکومت کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ برطانیہ اور امریکہ اس حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کریمیا کانفرنس کے فیصلے کے مطابق اس حکومت میں پولینڈ کے باہر سے بھی جمہوری پولستانی رہنماؤں کو شامل کیا جائے اور اس کے بعد ہی وہ اس حکومت کو تسلیم کر سکتے ہیں لیکن اس وقت تک عارضی پولستانی حکومت میں پولینڈ کے باہر کے کوئی شریک نہیں کیا گیا۔ [illegible] لندن کی [illegible] حکومت کو جو عارضی حکومت ہے اس میں شامل کرانا چاہتی ہے جس کی پالیسی [illegible] اور سوویت دشمنی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

پولستانی عارضی حکومت کے ممبروں کے سولہ لیڈر بھی پولستان کے باشندوں کے [illegible] جاسکتے ہیں۔ سان فرانسسکو میں [illegible] کے [illegible] نمائندے ہیں [illegible] اسی طرح پولستان کے اصلی نمائندوں کی [illegible] دعوت نہیں دی گئی [illegible] جب پولستان کے اصلی نمائندوں کو [illegible] کا مطالبہ کر سکتے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کانفرنس میں شرکت کریں [illegible]

مزدوروں کی [illegible]

[illegible] نواب میر عثمان علی خاں بہادر کے [illegible] ہوگا اگر [illegible] مزدوروں کو [illegible] کے مطابق [illegible] کے ساتھ [illegible] دیکھا [illegible] کی خوشی [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کی کمی کی وجہ سے [illegible] اخبارات میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ وہ بروقت [illegible] اور [illegible] تجارت و حرفت کو کارروائی سے مطلع کریں۔ (اطلاعات)

حیدرآباد کی جنگی مساعی

تب سے تقریباً چھ سال قبل جب یورپ میں جنگ چھڑی حیدرآباد نے انسانیت پر احسان کرنے کا احساس رکھتے ہوئے اس عمل ظلم، ستم، قتل و خونریزی کے خلاف جس سے دنیا برسوں تک دوچار رہی ان تمام انسانی ہمدردی اور تمام وسائل دنیا کو برطانیہ کے مصرف میں دے دیا۔

حضرت اقدس و اعلیٰ نے اپنے جیب خاص سے سوا لاکھ روپیہ عطا فرمایا جس میں سے پچاس ہزار برطانوی کمشنر کی پٹرول جواب دینے کے لئے لڑنے والے ہوائی جہازوں کے ایک دستے کی تیاری کے لئے مختص کئے گئے بقیہ رقوم کو جنگ کے سلسلہ میں انسانی ہمدردی کے تحت جو کام انجام پاتے ہیں ان پر خرچ کیا گیا۔ حکومت سرکار عالی نے ۵۲ لاکھ روپیہ دیا جس میں ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ کی وہ رقم شامل ہے جو برطانوی وزارت فضائیہ کو ہوائی جنگ کے لئے دی گئی۔ نیز برطانوی وزارت بحریہ کو آبدوزی خطرے کے مقابلہ کے لئے ایک جنگی کشتی خریدنے کے واسطے (۲) لاکھ پونڈ اس میں سے دئے گئے۔ مزید براں حکومت سرکار عالی نے بلاواسطہ اور بالواسطہ ۲۰۰۵ کروڑ روپیہ قرضہ دیا اور حکومت ہند کے دفاعی تمسکات پر ۲۳۰۰ کروڑ کی رقم لگائی حیدرآباد کی رعایا نے اپنے آقائے ولی نعمت کی تقلید کرتے ہوئے اب تک ۴۲۰ لاکھ روپیہ کا چندہ دیا۔ حیدرآباد میں کئی قوموں نے ان کو لبیک کہا جو ہمیشہ کے لئے ضرب المثل بن گئی۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ صرف ایک متذکرہ صدر امداد ریاست کی مساعی جنگ کے اس پہلو کو اس قدر واضح نہیں کرتے جتنا کہ قوت اور کوشش کو ظاہر کرتے ہیں۔

صنعتی میدان میں حیدرآباد کی جنگی سامان فراہم کرنے کی تنظیم بہت سی دقتوں کے باوجود زیادہ تعداد میں جنگی سامان فراہم کرنے میں کامیاب رہی۔ لوہے اور فولاد سامان کی قیمت جو یہاں تیار ہوا اور فراہم کیا گیا (۳۰۳۰۳) لاکھ ہے سوتی کپڑے کی (۲۳۰) لاکھ ملبوسات اور نمبروں کی ۳۰ لاکھ کو سمنٹ اور کوئلہ کی ۳۰۰۳ لاکھ اور دوسرے متفرق سامان کی فراہمی کی ۳۰۰۳ لاکھ کو اس طرح جملہ فراہم کردہ جنگی سامان کی قیمت ۰۰۰۰ لاکھ سے زیادہ ہوئی ہے۔

فوجی امداد میں بھی حیدرآباد کا حصہ بہت ہے۔ چنانچہ افواج سرکار عالی کے دستے توپ خانہ میکانی سوار، پیدل فوج اور میکانی حمل و نقل کے دستوں پر مشتمل ہیں ان میں سے تین دستے بیرونی محاذ جنگ میں مصروف رہے اور دوسرے فرائض انجام دیتے رہے جو حقیقی جنگ سے کم خطرناک نہ تھے ان دستوں کے افراد نے کارکردگی اور فرض شناسی میں امتیاز حاصل کیا اور ان میں سے متعدد نے بہادری کے اعلیٰ انعامات پائے۔ تربیت یافتہ افراد سے ان دستوں کی تعداد برقرار رکھنے اور داخلی حفاظتی فرائض کے لئے ان دستوں سے افراد فراہم کئے جانے کے علاوہ نئے دستے تشکیل دیئے گئے جدید اصول پر ایسے تربیتی مراکز قائم کئے گئے جن میں توپخانہ میکانی سوار اور پیدل فوج کی جدید ضروریات کے متعلق ضروری اسلحہ اور سامان فراہم کیا گیا۔ افواج کی کارکردگی میں اضافہ ہوا اور سپاہی ان جدید سامان اور جدید فنون جنگ پر حاوی ہو جاتے ہیں جو اس جنگ کے دوران میں ترقی پا گئے ہیں۔ ضروریات جنگ کی مناسبت سے سرکار عالی کی فوج میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ جنگ سے قبل فوج کا مصارف ۵۰ لاکھ تھا اور اب یہ ۱۲۰ لاکھ ہو گیا ہے۔

بڑھتی ہوئی جنگی صنعتوں کے لئے فن دان اشخاص کی فوری ضروریات کا احساس کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے جنگ چھڑنے کے بعد ہی لوگوں میں بھرتی کرنے اور فن دانوں کی تربیت کے لئے ایک اسکیم جاری کی چنانچہ محکمہ تعمیرات سرکار عالی کو تربیت اور ملازمت کے لئے ۔۔۔ ۵ امیدوار بھرتی کرنے میں کامیابی ہوئی اور اب فنی تعلیم کے ایک مرکز میں زیر تعلیم افراد کی ماہانہ اوسط تعداد ۔۔۔۱ ہے اور اساتذہ کی تعداد ۔۔۔ بیت مذرن آرمی ٹریننگ (بنگلس اسکیم) کے تحت حیدرآباد میں ۔۔۔ اشخاص کو تربیت دی گئی۔ یہ اشخاص ان تقریباً ۔۔۔۵ میکانی موٹر ڈرائیوروں کے علاوہ ہیں جن کو ہندوستانی فوج کے لئے تربیت دی گئی۔ ان کے علاوہ ہوابازوں کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

مساعی جنگ میں حیدرآباد نے جو حصہ لیا ہے اس کا خاکہ نامکمل رہے گا اگر اس کے متعلق کچھ خواتین کا ذکر نہ کیا جائے۔ ہرہائینس شہزادی ... کی قیادت میں جو انجمن خواتین کام کر رہی ہے جنگ کی صورت میں افواج کے آرام و آسائش کے لئے اس کمیٹی نے نمایاں کام انجام دیا ہے۔ فوجی لاریوں کے کرسمس و سال نو کے موقع پر تحائف فنڈ میں دینے کے لئے ... کی اپیل پر ہمیشہ فراخدلی کے ساتھ چندہ دیا گیا۔

ہز رائل ہائینس ڈیوک آف گلوسٹر نے اپنے ایک پیام میں جو آپ نے اعلیٰ حضرت کے نام ارسال کیا حیدرآباد کی مرحمتی جنگی کوششوں کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں ستائش فرمائی:

"یور اگزالٹڈ ہائینس اور اہل حیدرآباد نے ہندوستان کی مساعی جنگ میں گرانقدر حصہ لیا ہے۔ حیدرآباد کی افواج کی اعلیٰ خصوصیات کا ذاتی شاہد ہوں جن میں سے ایک بڑی تعداد بیرون ریاست خدمات انجام دے رہی ہے اور بعض نے بہادری کے انعامات بھی حاصل کئے ہیں۔ شاہی بحریہ اور شاہی ہندوستانی بحریہ کے کئی ایک جہاز حیدرآباد ہی کی فیاضی نے مہیا کئے ہیں نیز شاہی فوج میں جنگی طیاروں کے دو دستوں کو حیدرآباد کا نام اور اس کو قومی نشان فضائیوں میں ممتاز کرنے کا فخر حاصل ہے۔"

"یہ ان متعدد صورتوں میں صرف چند کا ذکر ہے جن سے اس ریاست کے وسائل ہمارے مشترکہ مقصد کی فتح کا یقین حاصل کرنے میں بے دریغ صرف کئے گئے ہیں اور جن سے اس بات کا پھر ثبوت ملتا ہے کہ یور اگزالٹڈ ہائینس برطانوی تاج کے وفادار حلیف کے فخر لقب کے حامل ہیں وہ یور اگزالٹڈ ہائینس کو واقعی ہمارا بہت ... دیتا ہے۔"

ہندوستانی ریاستوں سے متعلق (۵۰) حقائق

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

۲۷۔ سری نگر کا کارخانہ ریشم سازی جو ریاست کشمیر کے زیر نگرانی ہے دنیا میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔

۲۸۔ ٹراونکور میں کیمیاوی کھاد کا جو کارخانہ قائم کیا جارہا ہے وہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا پہلا اور دنیا کا دوسرا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔

۲۹۔ میسور کے صندل کے تیل کا کارخانہ جہاں صندل دن اور رات تیل کشید کیا جاتا ہے دنیا میں صندل کے تیل کی پیداوار کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔

۳۰۔ گوالیار کا کارخانہ ظروف سازی دنیا میں اپنی صنعت کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔

۳۱۔ ریاست میسور کے کولار کے علاقہ میں ساری دنیا میں سونے کی بعض عمیق ترین کانیں ہیں اور ہندوستان کا تقریباً تمام سونا یہیں سے نکلتا ہے۔ کولار کی کانوں کا کام شروع ہونے کے بعد سے ۱۹۳۷ء کے ختم تک ان کانوں سے دو کروڑ اونس سونا جس کی قیمت دس کروڑ (۱۰) لاکھ پونڈ ہوتی ہے نکالا گیا ہے۔

۳۲۔ ایک ہندوستانی والی ریاست (کاٹھیاواڑ کی سب سے بڑی ریاست نوانگر کے فرمانروا) اپنے زمانے کے کرکٹ کے ایک اچھے کھلاڑی اور دنیا کے بہترین "بیٹسمین" تھے۔

۳۳۔ کرشنا راج ساگر کا بند جسے "سائفن" طریقہ پر بنایا گیا ہے ہندوستان میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا بند ہے، اس کی تعمیر پر تقریباً ایک کروڑ روپیہ صرف ہوا۔

۳۴۔ تان سین جو ہندوستان کا سب سے بڑا موسیقار اور شہنشاہ اکبر کے دربار کے نورتنوں میں سے ایک تھا ایک ہندوستانی ریاست (گوالیار) میں مدفون ہے۔

۳۵۔ کرجن کی ہوائی "سڑک" انجنیری کا ایک شاندار کارنامہ ہے اور ہندوستان میں اپنی نوعیت کی واحد سڑک ہے۔

۳۶۔ ایک ہندوستانی ریاست (کشمیر) نے ادویہ کی تحقیقات کے لئے جو تجربہ خانہ قائم کیا ہے وہ ہندوستان کے ایسے تجربہ خانوں میں سے ہے جو بہترین سازوسامان اور آلات سے لیس ہیں۔

۳۷۔ طبی امداد اور صحت عامہ کی تنظیم کے معاملے میں متعدد ہندوستانی ریاستیں برطانوی ہند سے پیش پیش ہیں۔ مثلاً ہندوستان کا جدید ترین دواخانہ امراض دماغی بنگلور میں ریاست میسور کا دواخانہ امراض دماغی ہے۔

۴۸۔ ایک ہندوستانی ریاست (کشمیر) نے سب سے پہلے ملک میں امراض دق کے علاج کے لئے ایک خاص ادارہ قائم کیا۔

۴۹۔ پنجاب کی سب سے بڑی ریاست پٹیالہ کی بارہ دری گاہ ہندوستان کی بہترین بارہ دری گاہ ہے۔

۵۰۔ ۱۹۴۲ء اور میں دارالضرب حیدرآباد میں جو سکے ڈھالے گئے ان کی تعداد (۲ کروڑ ۱۰ لاکھ) ۱۹۳۶ء میں "رائل منٹ" لندن میں ڈھالے ہوئے سکوں کی تعداد مساوی ہے۔

کاشتکاروں کے لڑکوں کی مزرعہ جات سرکاری میں تعلیم

حیدرآباد ۲۹ خورداد ۱۳۵۸ف حکومت سرکار عالی زرعی طبقہ کی فلاح و بہبود میں ہمیشہ گہری دلچسپی لیتی رہی ہے اس غرض کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں ان میں یہ انتظام بھی شامل ہے کہ کاشتکاروں کے لڑکوں کو مزرعہ جات سرکاری پر زرعی مضامین کی نظری اور عملی تعلیم دی جائے ایسی زرعی جماعتیں حمایت ساگر، رودرور اور پربھنی میں قائم کی گئی ہیں جہاں ہر سال طلباء کی مقررہ تعداد کو تعلیم دی جاتی ہے جس کا نصاب دو سالہ ہے۔ ۱۳۴۷ف کے ختم تک شرکت کے لئے جملہ (۲۰۰۰) درخواستیں وصول ہوئی تھیں مگر ان میں سے صرف (۲۳۲) طلباء کو شریک کیا جاسکا۔ عدم گنجائش کی وجہ سے دوسرے امیدواروں کی درخواستیں نامنظور کردی گئیں۔ اس کے علاوہ ریاست کے بعض خصوصی اضلاع مثلاً ... و مرہٹواڑہ کے طلباء اسکیم مذکورہ سے مستفید ہو رہے ہیں اضلاع تلنگانہ و کرناٹک کے طلباء کو ان مزرعہ جات میں شریک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کا ایسے علاقوں سے تعلق ہے۔ جو آب و ہوا اور زمین کے لحاظ سے مرہٹواڑی اور تلنگانہ کے علاقوں سے مختلف ہیں اس لئے سررشتہ زراعت نے مزرعہ جات ورنگل و رائچور پر زرعی جماعتوں کے قیام کے لئے ایک اسکیم پیش کی ہے۔ جس کے دو سالہ متوالی اخراجات (۱۰۰۰۱) روپیہ اور غیر متوالی اخراجات (۲۴۰۰) روپیہ ہوں گے۔ زراعت سے متعلق مشاورتی مجلس نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۷ بہمن ۱۳۵۳ف میں اس اسکیم سے اتفاق کیا اور اب حکومت کی سفارش کی بنا پر یہ مسئلہ پیش ہو کر ... منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے جو توقع ہے کہ عنقریب شرف قبولیت حاصل کرے۔

کانگریس اور ہندوستانی مدبر

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۳))

چھوڑے دیتے ہیں وہاں وجود ہے [illegible] باوجود حق رائے دہی محدود ہونے کے [illegible] کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اگر اپنی [illegible] ہوں تو ہندوستانی جمہوریت کو [illegible] ہونے کے بعد۔ اگر دوسری جماعتیں [illegible] کر ایک پارٹی وغیرہ بھی [illegible] کانگریس کی [illegible] [illegible] ... کے ذریعہ حکومت پر [illegible] نظام قائم کریں۔

(انڈی پنڈنٹ انڈیا)

سرزمین یورپ پر خونریزی ختم ہوگئی

تقریر ہز ہائنس والاشان شہزادہ برار جو بتاریخ ... ۱۹۴۵ء لاسلکی نشرگاہ حیدرآباد سے نشر فرمائی گئی۔

آج یورپ میں اختتام جنگ کے اعلان کا دن ہے اور اگرچہ مشرق میں لڑائی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ دشمن پر پوری فتح حاصل نہ ہو۔ لیکن پھر بھی ہمارے لئے یہ مسرت کا موقع ہے کہ یورپ کے دشمن نے ہار مان لی اور بغیر کسی قسم کے شرائط کے ہمارے بہادر افسروں اور سپاہیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

اس موقع پر ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم سب خدائے عزوجل کی بارگاہ نیاز میں سجدۂ شکر ادا کریں جس کے فضل سے حق کو فتح حاصل ہوئی اور ظلم و غرور کا سر نیچا ہوا۔

گذشتہ چند برسوں کے واقعات سے عبرت حاصل ہونی چاہئے۔ مسولینی کا انجام جس نے ملک حبش [illegible] کے استعمال سے فتح کیا اور [illegible] کے خلاف بلا وجہ اعلان جنگ کر کے خونریزی اور تباہی [illegible]۔ ساتھ ہی جرمنی کے ڈکٹیٹر کا خاتمہ، تمام جرمن افواج کی شکست، جرنیلوں کی خودکشی جن کے مظالم کی داستان انسانی خون سے لکھی ہے۔ یہ سب حالات درس عبرت دیتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ سرزمین یورپ میں خونریزی ختم ہوئی اور اب وقت آیا ہے کہ حق و انصاف کی حکومت قائم ہو۔

اس موقع پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یورپ کی لڑائی کے اختتام سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مشکلات ختم ہو گئیں۔ [illegible] اب آ رہا ہے اور جس میں [illegible] نظریں اس پر لگی ہوئی ہیں کہ تہذیب انسانی کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہوگی۔ یہ بھی [illegible] کا زمانہ ہوگا۔ کس حالت کا گمان [illegible] آسان ہے مگر تعبیر مشکل ہے۔ اس جنگ عظیم کے باعث اس قدر تباہی ہوئی ہے کہ اس کے اثرات دور کرنا آسان نہ ہوگا۔ پھر انسانی جذبات، باہمی کدورتیں، مختلف اغراض و مقاصد کی پیچیدگیاں، شک و شبہ کی جگہ باہمی اعتماد پھر قائم ہونا ایسے امور ہیں جن مسائل کا تعلق ہو وہ جلد طے نہیں ہوتے۔ اس لئے صحیح معنوں میں امن و سکون کی منزل ابھی کسی قدر دور ہے اور ہم کو اس وقت پر صبر و تحمل، دانشمندی و دوربینی سے کام لینا چاہئے اور ایسے کل کی تیاری کرنی چاہئے جو [illegible] عدل و انصاف ہو اور جس سے انسانی حقوق کا تحفظ ہو۔

یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ یورپ کے جرمنی کا تو خاتمہ ہو گیا مگر ایشیا کا جرمنی ابھی باقی ہے۔ اس محاذ پر ہماری کوششوں میں سر مو کوتاہی نہ ہونا چاہئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس و اعلیٰ کی سرکار حیدرآباد اپنی کوشش اس وقت تک جاری رکھے گی جب تک یہ دشمن بھی ہتھیار ڈال دے اور ہمارے بہادر افسروں اور سپاہیوں کی فتح و نصرت کا پھریرا اس کی سرزمین پر لہرانے لگے۔

جرمن عسکریت کی بیخ کنی ازبس ضروری ہے

جرمن قوم میں اپنے کو دوسروں سے بہتر سمجھنے کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ اگر ان کو فتح کر لیا گیا ہو تو وہ ہاتھ پاؤں جوڑے ہوئے رحم کے خواہاں ہوں گے مگر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہی وہ دنیا کے سامنے اکڑ کر دعویٰ کرنے لگیں گے کہ ان کو بہکا دیا گیا تھا۔ اس کا بین ثبوت ۱۹۱۸ء کی شکست ہے جو جرمنی نے [illegible] پر کھایا تھا۔ اس کے فاتحوں نے اس کے لئے خوراک و کپڑا مہیا کیا مگر اس کے بیس ہی سال بعد جبکہ یہ قوم پھر اپنے پیروں پر کھڑی ہوئی تو اس نے ۱۹۱۸ء والی شکست کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹ ہو سکتا ہے؟

جرمنوں کو پھر شکست ہوئی ہے اور شکست اگرچہ شکست سے کامل ہے۔ اور فاتحوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جرمنوں کو اس دفعہ پھر خود فریبی کا موقع نہ دیں اور نہ ہی اس بات کا خیال پیدا ہونے دیں کہ وہ اس مرتبہ بھی نہیں ہارے۔ ۱۹۱۸ء کی شکست کے متعلق جرمنوں کا یہ کہنا ہے کہ یہودیوں نے ان کو دھوکا دیا۔ اگر فاتحین ہوشیار نہ رہے تو اس دفعہ بھی جرمن تاریخ کی اس عظیم ترین شکست کا کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ نکالیں گے۔

۱۹۱۸ء کے بعد عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ متحدین کے ہاتھوں جرمنوں کی شکست ان کے نظریۂ عسکریت کو تبدیل کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔ دنیا کس قدر غلطی پر تھی اس کا ثبوت اب موجودہ جنگ سے ملتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جرمن عسکریت کو متحدین ۱۹۱۸ء میں پوری طرح سے کچل نہیں سکے۔

جرمن عسکریت کی بنیاد کیا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے ہم کو پرشیا کے بادشاہ فریڈرک کے زمانہ کا جائزہ لینا ہوگا۔ فریڈرک کے نام پرشیا کے بڑے جاگیرداروں کو جو آپس میں برسر پیکار رہتے تھے متحد کیا۔ اس نے ان جاگیرداروں میں قومی جذبہ پیدا کیا اور ان کی قوت کو آپس کے مناقشوں سے ہٹا کر ان کی قوت کو قومی جنگوں کے لئے استعمال کیا۔ یہ قومی جذبہ جو کلیتہً عسکری تھا دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ اور نپولین کی جنگوں کے زمانہ تک بلکہ انہی جنگوں کی وجہ سے نہایت مضبوط ہو گیا تھا۔

اس زمانہ کے بعد سے جرمنی کی قومی زندگی جنگی سپہ سالاروں کے تابع رہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے فوج کو نظام حکومت کے تابع ہونے کے، نظام حکومت خود فوج کے تابع ہو گئی۔ یہی خاص وجہ ہے کہ جرمن قوم کا نصب العین عسکری رہا ہے۔ موجودہ زمانہ میں ان ہی جنگی سپہ سالاروں نے فوجی اقتدار کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ان کی زندگی کی دلچسپی اور ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ جنگوں کے منصوبے باندھیں اور ان کی تکمیل کریں۔

۱۹۱۸ء کی شکست کے بعد جرمن جنرل اسٹاف کو منتشر کر دیا گیا تھا۔ یہ لوگ اپنی جاگیروں کو واپس ہوئے اور نئی جنگوں کے منصوبے تیار کرنے لگے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۱۸ء کی جرمن شکست کے قبل ہی جرمن جنرلوں کو معلوم تھا کہ شکست یقینی ہے لیکن بجائے مایوس ہونے کے انہوں نے ایک نئی جنگ کے نقشے تیار کرنے شروع کر دیئے، جو اب سے چھ سال قبل دنیا پر نازل ہوئی۔ یہی جرمن عسکریت کی بنیاد ہے۔

اب جبکہ نازی اپنے جرائم کی سزا بھگتیں گے ان جرمن جنرل اسٹاف کے ممبروں کو بھی سزا دیے بغیر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ان کی مدد کے بغیر نازیوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ انسانیت کے خلاف ایسے ہولناک جرائم کے مرتکب ہوتے۔ اس مرتبہ جرمن جنرل اسٹاف کو امن پسند دنیا کے تیغ غضب کی آنچ برداشت کرنی پڑے گی۔

یورپ میں جنگ کا اختتام

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

جس پر ریمس میں دستخط ہو چکے ہیں اور جس کے باعث آج اور کل (بدھ جمعرات) بہ حیثیت یوم فتح یورپ کی تقریب منانے سے باز رہنا چاہئے۔ شاید آج ہم زیادہ تر اپنا ہی خیال رکھیں۔ کل ہم اپنے حلیف جانباز روسی رفقاء کی خدمت میں بطور خاص ہدیۂ عقیدت پیش کریں گے جنہوں نے پورے جوش و خروش سے جنگ کی اور جن کی میدان جنگ میں شجاعت ہماری فتح میں بڑی اعانت کا موجب رہی ہے۔

جنگ جرمنی اس طرح اپنے انجام کو پہونچ گئی۔ جرمنی نے سالہا سال کی بڑی تیاریوں کے بعد ستمبر ۱۹۳۹ء کے شروع میں پولستان پر حملہ کر دیا اور اس جنایت کی مناسبت میں جو پولستان کو اور آخرالامر مجبور فرانس کو دی گئی تھی برطانیہ عظمیٰ نے اعلان جنگ کیا اور جب فرانس کے مغلوب ہونے کے بعد ہم نے اس جزیرے سے اور سلطنت متحدہ سے تن تنہا پورے ایک سال روس کی فوجی قوت کے ساتھ مل جانے اور بعد میں ممالک متحدہ امریکہ کے وسیع ذرائع کے حاصل ہونے تک کشمکش کو جاری رکھا۔ بالآخر ساری دنیا جرمنی کے خلاف متحد ہو گئی۔ ہم اپنے ہر ایک ساتھی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہمیں مسرت منانے کے لئے ایک مختصر مدت کی اجازت دیجئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں ایک لمحہ کے لئے بھی بھولنا نہ چاہئے کہ ابھی آگے بہت سے کام کرنے ہیں۔ جاپان اپنے کیفر کردار کا منتظر ہے۔ ہمیں ساری قوت اور ذرائع اب اپنے ملک میں اور باہر اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے صرف کرنے چاہئیں۔ مسٹر چرچل نے ان ہیجان انگیز الفاظ کیساتھ اپنی تقریر ختم کی "تیز تر گام زن۔ برطانیہ زندہ باد۔ آزادی! ملک معظم زندہ باد۔"

کاشتکاروں کی دلچسپی کے چند مسائل

— ۲ —

ہر موضع میں غلہ گودام کے قیام کی ضرورت اور مقامی باشندوں کے لئے اس کی افادیت۔

سرکاری نہایت ترجیحات ویسی کونسل نے ... موضع کا غلہ گودام ہوگا۔ حکومت چاہتی ہے کہ ہر موضع میں ایک غلہ گودام قائم ہو جائے جو چھوٹے کاشتکاروں کو بوقت ضرورت نہایت قلیل شرح سود پر تخم فراہم کرے اور ان مہینوں میں جب کہ وہ معدوم ہو جاتے ہیں کاشتکاروں کی غذائی ضروریات کو پورا کرے۔ بالخصوص مزدوروں کو اناج کی قلت محسوس ہوتی ہے نہایت کم شرح سود پر غذائی ضروریات کے لئے غلہ فراہم کرے۔

تجربہ شاہد ہے کہ زرعی مقروضیت کی اصلی وجہ یہ ہے کہ کاشتکار تخم اور غذا کے لئے جو اکثر کثیر شرح سود پر ساہوکار سے قرض لیتا ہے وہی قرض لیتا ہے جس کی قرض جو تھوڑی جنس دیا گیا تھا بڑھ کر بڑی رقم قرض کی صورت حاصل کر لیتا ہے اس قرض میں بہرحال گران شرح سود کی وجہ سے اضافہ ہوتا رہتا ہے تا آنکہ کاشتکار اس قرض کے دلدل میں بری طرح پھنس جاتا ہے۔ اگر کاشتکار کو تھوڑی جنس کم شرح سود پر تخم اور غذا کے لئے قرض بآسانی اسی موضع میں مل جائے تو رفتہ رفتہ وہ ساہوکار کے آہنی پنجہ سے نجات پا سکے گا۔

محکمہ رسد کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ وہ اپنے موجودہ اختیارات سے فائدہ اٹھا کر کاشتکاروں کی مستقل فلاح و بہبود کے لئے کوئی ایسی اسکیم نافذ کرے جن کی بدولت کاشتکار رفتہ رفتہ اپنی مدد کرنے کے قابل ہو جائے اور ساہوکار کی ساری غلامی سے نجات حاصل کرے۔ چنانچہ محکمہ رسد نے حکومت سرکار عالی سے اس امر کی اجازت حاصل کر لی ہے کہ ہر موضع میں ایک غلہ گودام قائم ہو جہاں لیوی کے ادا شدہ غلہ کے مجملہ بیس فیصد حصہ غلہ گودام میں موضع کی ضروریات کے لئے محفوظ کر دیا جائے اس کی صورت یہ ہوگی کہ ہر ایک من لیوی کے غلہ میں سے پانچ سیر اس کاشتکار کے نام پر جمع کئے جائیں گے جس نے لیوی کا غلہ ادا کیا ہو۔ اگر کسی نے تین من لیوی ادا کی ہو تو اس کے نام پندرہ سیر جمع ہوگا اور اس پندرہ سیر کی قیمت کاشتکار کو ادا نہیں کی جائیگی۔ اگر کسی موضع کی سالانہ لیوی سو من ہے تو ساڑھے بارہ من اناج بہرحال موضع کے گودام میں جمع ہوگا۔ یہ غلہ باشندگان موضع کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ کاشتکار کفایت شعاری کے اصول پر کاربند ہو جائے گا اور اپنی قلیل آمدنی سے ہرسال تھوڑی جنس کچھ نہ کچھ پس انداز کرے گا۔ ضرورت مند اشخاص کو یہ غلہ اس گودام سے بطور قرض دیا جائیگا اس پر سالانہ پچیس فیصد منافع لیا جائے گا۔ اس طرح جو منافع غلہ گودام حاصل ہوگا وہ پانچ سال تک جمع ہوتا رہے گا۔ پانچ سال کے بعد حکومت اس امر پر غور کرے گی کہ آیا منافع کی تقسیم کی اجازت دی جائے یا نہیں۔ اگر منافع تقسیم کرنے پایا جائے تو خالص منافع کا پچیس فیصد حصہ محفوظ جمع کرنے کے بعد باقی منافع حصہ داران کے نام ناقابل واپسی حصص میں محسوب کیا جائیگا۔ اگر پانچ سال کے بعد منافع تقسیم کر دینا مناسب ہو تو ہر سال کے بعد منافع سالانہ تقسیم ہوگا۔ بصورت دیگر تقسیم منافع پانچ سال کے بعد قائم ہوا ہو یا اس سال کے بعد جب منافع تقسیم شدہ ہو تو ہر کاشتکار حسب ذیل طریقہ پر ... تحت ہی وصول ہوتا رہے گا۔ سرکار نے یہ بھی طے فرمایا ہے کہ اگر کسی موضع میں لیوی ادا کرنے والے کاشتکاروں کی دو تہائی تعداد اس کی خواہش ظاہر کرے تو گودام کے قیام پر آمادہ ہو تو اس میں وہ لوگ بھی جو لازماً اس سکیم میں شریک ہو جائیں گے۔ بہت سے لیوی ادا کرنے والے کاشتکاروں پر لازم ہوگا کہ وہ کم از کم پانچ سیر غلہ گودام میں داخل کریں۔ لیکن اگر وہ چاہیں تو دس یا بیس سیر بھی داخل کر سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ پانچ سیر کے کئی حصے خرید سکتا ہے۔ اسی طرح دو من لیوی ادا کرنے والا پانچ پانچ سیر کے دو حصے لینا لازم ہے لیکن اگر وہ چاہے تو زیادہ حصے لے سکتا ہے۔

تقسیم منافع کی ابتدائی مدت (خواہ وہ پانچ سال ہو یا دس سال) گزرنے کے بعد ہر رکن کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ وقت کی رکنیت سے مستعفی ہونا چاہے تو اپنا حصہ جو کیا ہو خود واپس حاصل کر سکتا ہے لیکن زمانہ مذکورہ کے بعد منافع سے اس کے نام جو حصص جمع ہو گئے وہ واپس نہیں لے سکیں گے۔ البتہ رکن مذکورہ کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے حصص کسی اور رکن کے نام منتقل کر دے۔ قواعد مرتب کر لئے ہو چکے ہیں۔ ... بتوسط ... اسکی ... نقل طلب کئے جا سکتے ہیں۔

اشتہار

عدالت دیوانی ... مستقر صوبہ [illegible]

مقدمہ نمبر ... بابت ... ۱

اجلاس مولوی سید محمد ... منصف

مدعی ... وارث فرزندان ... بنام ... وارث فرزند ... دعوے ... وراثت

بنام ... فرزند ... غلام ... عرف ... متوطن ... ساکن ... تعلقہ ...

مقدمہ مندرجہ عنوان میں تم پر اطلاع نامہ جاری کئے گئے لیکن تمہاری تعمیل نہیں ہو سکی اور ... مدعی ... کے بموجب ... بہ تاریخ ... بوقت ... صبح حاضر عدالت ہو کر جوابدہی و پیروی کرو بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ یکطرفہ فیصلہ ہو جائیگا ... آئندہ کوئی عذر سماعت نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ... خورداد ۱۳۵۴ ف ... میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط

مہر عدالت

منصف

سر رشتہ دار

احمد پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر سنگت سے شائع ہوا۔